

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا شیخ الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی معاشرۃ الناس لوگوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

حدثنا بندار ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن حبیب بن
ابی ثابت عن میمون بن ابی شیبہ عن ابی ذر قال: قال لی رسول اللہ
ﷺ: اتق اللہ حیث ما کنْتَ و اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحلها و خالق الناس بخلق حسن
وفی الباب عن ابی ہریرۃ هذا حدیث حسن صحیح
ترجمہ: حضرت ابو ذرؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں
کہیں بھی ہو اور برائی کے پیچھے نیکی کرو تو یہ اس کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔
اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو احمد و ابو نعیم عن سفیان عن
حبیب بهذا الاسناد: قال محمود و حدثنا و کعب عن سفیان عن حبیب بن ابی
ثابت عن میمون بن ابی شیبہ عن معاذ بن جبل عن النبی ﷺ
نحوہ قال محمود و الصحیح حدیث ابی ذر۔

ترجمہ: یعنی اس پہلی روایت والا مضمون امام ترمذی کو ان کے شیخ محمود بن غیلان نے بھی دو طریقوں سے روایت کیا
ہے۔ ایک سند میں امام ترمذی کو محمود بن غیلان نے اور ان کو ابو احمد اور ابو نعیم نے حدیث بیان کی ہے۔ اور وہ دونوں
حضرت سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ اور سفیان کے بعد سند پہلی روایت کی طرح حضرت ابو ذرؓ تک پہنچتی ہے۔ اور
حضرت ابو ذرؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ بالا مضمون نقل کرتے ہیں۔ اور دوسری سند اس طرح ہے کہ امام ترمذی

کو محمود بن غیلان نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ کہ ہمیں وکیع نے روایت کیا ہے اور وہ سفیان سے وہ حبیب بن ابی ثابت سے وہ میمون بن ابی شیبہ سے اور وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ جناب نبی کریم ﷺ سے اسی (درج بالا مضمون) کی طرح روایت کرتے ہیں۔

سندی بحث کا حاصل: یہ ہے کہ حدیث اتق اللہ حیث ما کنْتَ الخ امام ترمذی کو ان کے شیخ بندار نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی کے دوسرے شیخ محمود بن غیلان نے بھی ایک سند کے ساتھ حضرت ابو ذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اور دوسری سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے۔ لیکن آخر میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ قال محمود: والصحيح حديث ابی ذر۔ محمود کہتے ہیں کہ صحیح جو ہے وہ حضرت ابو ذرؓ کی حدیث ہے۔
توضیح و تشریح: معاشرۃ الناس:

معاشرت برتاؤ اور سلوک کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اور عیشہ قبیلہ کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ کی معاشرت برتاؤ اور سلوک عموماً اپنے قبیلہ اور اپنی قوم کے ساتھ ہوتا ہے اور معاشرت باہمی چیز ہے افراد اور کثرت کے مابین تحقق ہوتا ہے۔ فرد واحد میں تحقق نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے معاشرت کی اضافت الناس کی طرف ہوئی اور تقدیر عبارت اس طرح فی معاشرتک الناس یعنی تیری معاشرت لوگوں کے ساتھ۔

اتق اللہ حیث ما کنْتَ:

اللہ تعالیٰ سے ڈرو! جہاں بھی تم ہو اور جس حالت میں بھی ہو یعنی لوگوں کے سامنے ہو یا تنہائی میں رنج ہو یا راحت کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے ظاہر اور پوشیدہ تمام امور سے باخبر ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے تمام فرائض و اوامر کو بجالاؤ اور اس کی ہر قسم کی نافرمانی سے اجتناب کرو خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے کامیاب منصوبہ بندی:

واتق المسیئة الحسنۃ تمحیلاً: اور برائی کے پیچھے نیکی کرو تو یہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی۔ اتق باب افعال سے امر ہے اور متعدی ہے دو مفعولوں کی طرف۔ السیئة مفعول اول ہے اور الحسنۃ مفعول ثانی ہے۔ یعنی انسانوں سے جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد متصل نیکی کرنا چاہیے۔ مثلاً دو رکعت نماز پڑھے یا صدقہ کرے یا استغفار کرے یا لا الہ الا اللہ سبحان اللہ پڑھے۔ تو اس سے وہ گناہ ختم ہوگا۔ کیونکہ صغیرہ گناہ نیکی سے دھل جاتا ہے۔ اور کبیرہ گناہ معاف ہونے کے لئے جمہور کے نزدیک استغفار اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنا ضروری ہے۔ اس طریقہ کار کو اختیار کرنے سے دل پر گناہ کا سیاہ دھبہ باقی نہ رہے گا۔ اور دل صاف رہے گا۔ جس کے نتیجے میں قلب کا میلان نیکی کی طرف رہے گا اور گناہوں سے پاک رکھنے کا ایک بہترین طریقہ ہے اور روحانی بیماریوں سے شفا یاب ہونے کا ایک مؤثر علاج ہے۔

کیونکہ امراض کا علاج اس کی ضد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ان الحسنات یا ذمہ بن السیئات (الایہ) یعنی بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے اس ایک ارشاد گرامی پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے پوری توقع کی جاسکتی ہے کہ انسان کا خاتمہ اچھا ہوگا۔ کہ خاتمہ بالآخر ہونے کے لئے یہ ایک بہترین منصوبہ بندی ہے۔
تمحیض: میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہو تو پھر معنی یہ ہوگا۔ ”برائی کے متصل بعد نیکی کرو اس طریقے سے تو اس برائی کو منادے گا۔“
 وخالق الناس یخلق حسن:

اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ معاملہ کرو، حسن معاشرت اور لوگوں کے اچھا سلوک و برتاؤ کرنے کے لئے حسن اخلاق لازمی چیز ہے۔ ایک حدیث شریف میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اچھے اخلاق کے تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ”یعنی لوگوں کے ساتھ بات چیت، بیع و شراء اور دیگر معاملات میں نرمی اور اچھائی سے پیش آیا کرو، خندہ پیشانی اور خوش طبعی کے ساتھ ان سے ملو۔ رحم دلی اور تواضع اختیار کرو۔ ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرو۔ اسی طرح اچھے اخلاق کے مختلف پہلو ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے حسن معاشرت وجود میں آتی ہے۔

باب ما جاء فی ظن السوء بدگمانی کا بیان

حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال: اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث... هذا حديث حسن صحيح..... سمعت عبد بن حميد يذكر عن بعض اصحاب سفیان قال: قال سفیان: الظن ظنات. فظن اثم وظن ليس باثم. فاما الظن الذي هو اثم فالذي يظن ظنا ويتكلم به واما الظن الذي ليس باثم فالذي يظن ولا يتكلم به

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گمان سے (یعنی مسلمانوں پر بدگمانی کرنے سے) بچتے رہو۔ کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد بن حمیدؒ سے سنا کہ وہ حضرت سفیانؒ کے بعض شاگردوں سے نقل کرتے

تھے کہ حضرت سفیان نے کہا ہے کہ گمان (یعنی بدگمانی) دو قسم پر ہوتی ہے۔ ایک قسم کی بدگمانی گناہ ہے اور دوسری قسم کی بدگمانی وہ ہے جو کہ گناہ نہیں ہے۔ پس وہ بدگمانی جو گناہ ہے وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی بدگمانی بھی کرے اور پھر اسے زبان سے بیان بھی کرے۔ اور وہ بدگمانی جو کہ گناہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی شخص بدگمانی تو کرے (لیکن صرف دل میں آجائے) اور اس پر زبان سے تکلم نہ کرے۔

توضیح و تشریح

کسی کے بارے میں بدگمانی قائم کرنے اور غلط اندازہ اور تخمینہ لگانے کی مذمت بیان ہو رہی ہے کسی مسلمان کے بارے میں کسی قرآن وغیرہ کی بناء پر بدگمانی قائم کرنا گناہ ہے۔ کہ مثلاً اس آدمی نے زنا کیا۔ یہ اس طرف سے آیا اس طرف تو شراب خانہ ہے اس نے شراب پی لیا۔ یہ اس طرف جا رہا ہے تو چوری کے لئے جا رہا ہے۔ اس قسم کے خیالات اگر صرف دل میں گزر جائیں تو حسب تفصیل بالا اس کا گناہ نہیں ہے۔ لیکن اگر دل اس پر مکمل یقین کر لے یا زبان سے اس گمان کو بیان کرے تو یہ جرم ہے اور حرام ہے۔ علاوہ ازیں اعتقادات کے بارے میں اگر کسی کو گمان ہو جائے۔ مثلاً توحید رسالت ختم نبوت بعث بعد الموت وغیرہ ان اعتقادات کے بارے میں اگر کسی کو بدگمانی ہو جائے اور شک پیدا ہو جائے تو یہ بھی خطرناک ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔ استغفار قلب کے بغیر اگر کچھ اس قسم کے خیالات دل میں گزر جائیں تو یہ مضرتیں ہیں۔ بلکہ یہ وسوسہ ہے اور وسوسہ کو ایمان کی علامت کہا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر قسم کا گمان حرام اور گناہ نہیں ہے۔ جیسا کہ روایت میں حضرت سفیان کی تفصیل ذکر ہوئی۔ نیز آیت کریمہ میں بھی بعض قسم کے گمان کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ آیت کا مفہوم اس طرح ہے۔ اے ایمان والو بہت (قسم کے) گمانوں سے بچو! کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے۔ (الایہ)

فان الظن اکذب الحدیث۔ کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ کیونکہ عام جھوٹ وہ ہوتا ہے کہ جو بات خلاف واقع ہو اور جب پتہ چل جائے کہ یہ بات جو ہوئی تھی واقع کے خلاف تھی۔ تو اس کی تردید خود بخود ہو جائے گی۔ لیکن گمان کی صورت میں کسی چیز کے واقع ہونے کا سرے سے ذکر نہیں بلکہ ویسے ہی خیالات اور گمان کو ایمان کا درجہ دیا گیا ہے۔ تو اس کی تردید مشکل ہے۔ نیز کہنے والا بھی خلاف واقع بات کرنے سے ڈرتا ہے۔ کہ اگر ثابت ہو جائے کہ میری بات خلاف واقع ہے تو قلعی کھل جائے گی۔ اور میں شرمندہ ہوں گا اور مظنون چیز کو بیان کرنے کے مثلاً میرا گمان ہے کہ فلاں نے زنا کیا (والعیاذ باللہ) تو اس کے تردید سے کہنے والا زیادہ عار اور ڈر محسوس نہیں کرتا۔ اس وجہ جزی باتوں کی بنسبت ظنی باتوں میں جھوٹ اکثر بولا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کو اکذب الحدیث کہا گیا۔